کے بعد شکار کرنا بہرحال ضروری ہے!

اصل بات یہ ہے کہ تکلیفی احکام کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنّت (۴) مستحب (۵) مباح۔ قرآن کریم میں پانچوں قسم کے احکام پائے جاتے ہیں لیکن قرآن کریم مجمل ہے اس لیے اس کے کسی حکم کے فرض، واجب وغیرہ ہونے کی تفصیل سنّت میں ہے۔ چنانچہ سورۃ الکوثر میں " وَانْحَرْ " (اور قربانی کیجئے) اگرچہ بصیغۂ امر قرآنِ مجید میں مذکور ہے، لیکن اس کی تعیین سنّت نے کی ہے کہ قربانی فرض نہیں، بلکہ سنّتِ مؤکدہ ہے!

—— منکرینِ حدیث بیچارے عجیب مخمصے کا شکار ہیں، سنّت سے انکاری بھی ہیں، لیکن جب سنّت کے بغیر قرآنِ مجید کو سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے تو چیخنا چلّانا شروع کر دیتے ہیں —— بالکل وہی صورتِ حال ہے کہ:

" وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا !"

کہ "جس نے ہدایت کی تبیین کے بعد بھی رسول اللہ کی نافرمانی کی اور مومنوں کی راہ کے علاوہ کوئی دوسری راہ اختیار کر لی تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر کا اس نے رخ کر لیا ہے۔ اور ہم اسے جہنم میں بھی داخل کریں گے جو بہت ہی بری جگہ ہے"!

۳۔ بنات الرسولؐ شیعہ حضرات کا اعتراض دو وجوہ کی بنا پر غلط ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ کسی کی فضیلت بیان نہ ہونے کی وجہ سے اس کے وجود کی نفی نہیں ہو جاتی۔ رسول اللہ کی بیٹیوں کا ذکر قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں ہے:

" يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ۔الآية !"

(الاحزاب: ۵۹)

"اے نبیؐ، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے ....."!

مندرجہ آیت کے اس ٹکڑے سے تین باتوں پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) بنات، بنت کی جمع ہے، جس کا اطلاق تین یا تین سے زیادہ تعداد پر ہوتا ہے.

لہٰذا یہ مفروضہ خود قرآنِ کریم کی رُو سے غلط ہے کہ فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ رسول اللہ کی کوئی بیٹی نہ تھی۔

(ب) بنات کے لفظ سے آپؐ کی روحانی بیٹیاں یا قوم کی بیٹیاں بھی مراد نہیں لی جا سکتیں کیونکہ "نساء المومنین" کا الگ ذکر بھی آگیا ہے۔

(ج) بنات سے آپؐ کی ازواجِ مطہراتؓ کی پچھلگ بیٹیاں بھی مراد نہیں لی جا سکتیں۔ کیونکہ ان کے لیے قرآنِ مجید نے الگ لفظ "ربائب" استعمال کیا ہے۔ لہٰذا یہ احتمال بھی ختم ہوا۔

اب رہی بات دوسری بیٹیوں کے عدمِ بیانِ فضیلت کی، تو یہ بھی غلط ہے۔ آپؐ کی چاروں بیٹیاں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں اور علی الترتیب ان کے اسمائے مبارک سِن ولادت و وفات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت زینبؓ : ۱۰ سال قبل نبوت ولادت ہوئی جبکہ آپؐ کی عمر ۳۰ سال تھی۔
وفات ۸ھ بعمر ۳۱ سال

(۲) حضرت رقیہؓ : ۷ سال قبل نبوت ولادت ہوئی جبکہ آپؐ کی عمر ۳۳ سال تھی۔
وفات ۲ھ بعمر ۲۱ سال

(۳) حضرت اُمِ کلثومؓ : ۴ سال قبل نبوت ولادت ہوئی جبکہ آپؐ کی عمر ۳۶ سال تھی۔
وفات ۹ھ بعمر ۲۵ سال

(۴) حضرت فاطمۃ الزہراؓ : ۱ نبوت ولادت ہوئی جبکہ آپؐ کی عمر ۴۱ سال تھی۔
وفات ۱۱ھ بعمر ۲۳ سال

اب حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ باقی بیٹیوں کے مناقب ملاحظہ فرمایئے:

حضرت زینبؓ: کی منقبت میں آپؐ نے فرمایا:

"ھِیَ اَفْضَلُ بَنَاتِیْ اُصِیْبَتْ فِیَّ"

(زرقانی ج ۲ ص ۱۹۵ بروایت طحاوی وحاکم، رحمۃ اللعالمین ج ۲ ص ۱۰۲ قاضی سلیمان منصور پوری)

"یہ میری بیٹیوں میں افضل ہے جس نے میری وجہ سے تکلیف اٹھائی۔"

چنانچہ آپؓ تو ایمان لے آئیں، مگر آپؓ کے خاوند ابو العاصؓ اس وقت ایمان نہ لائے۔ تاہم انہوں نے حضرت زینبؓ کو مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اور اس بات کے لیے رسول اللہ، ابو العاصؓ کے مشکور رہتے۔ ابو العاصؓ، حضرت زینبؓ سے چھ سال بعد

مدینہ آکر ایمان لائے۔ تو حضورؐ نے اس سابقہ نکاح کو بحال رکھا۔ یہ چھ سال کا عرصہ حضرت زینبؓ کے لیے خاصی پریشانی کا سبب بنا رہا، لیکن پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے حضرت زینبؓ کی یہ منقبت بیان فرمائی۔

حضرت رقیہؓ: حاکم نے درج ذیل حدیث آپؓ کی منقبت میں روایت کی ہے:

"اِنَّھُمَا لَاَوَّلُ مَنْ ھَاجَرَ بَعْدَ لُوْطٍ وَاِبْرَاھِیْمَ"

(بحوالہ رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۱۰۷)

"حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد یہ پہلے لوگ ہیں (حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ) جنہوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی ہے۔"

جنگِ بدر کے موقعہ پر آپؓ سخت بیمار تھیں۔ تو رسول اللہؐ نے ان کی عیادت کے لیے حضرت عثمانؓ کو جنگِ بدر میں شمولیت سے روک دیا۔ لیکن اس کے باوجود اموالِ غنیمت سے آپؓ کا باقاعدہ حصہ نکالا (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب تسمیۃ من سمّی من اہل البدر)

حضرت امِّ کلثومؓ: حضرت رقیہؓ نے ۲ھ میں انتقال فرمایا تو ۳ھ میں رسول اللہؐ نے حضرت عثمانؓ کو بلا کر فرمایا:

"یہ جبریلؑ ہیں، جو کہہ رہے ہیں: اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تجھ سے بیاہ دوں" (ازالۃ الخفاء ص ۲۲۲/۲ بحوالہ حاکم)

جن دنوں حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا، انہی دنوں حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ بھی بیوہ ہو گئیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے اپنی بیٹی حفصہؓ کا ذکر کیا تو حضرت عثمانؓ نے اس طرف چنداں توجہ نہ کی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنے رنج کا اظہار رسول اللہؐ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا:

"اَلَا اَدُلُّ عُثْمَانَ عَلٰی مَنْ ھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْھَا وَاَدُلُّھَا عَلٰی مَنْ ھُوَ خَیْرٌ لَّھَا مِنْ عُثْمَانَ"

(یہ واقعہ بخاری کتاب النکاح۔ بَابُ عَرْضِ الْاِنْسَانِ ابْنَتَہٗ ..... الخ میں باختلافِ الفاظ موجود ہے)

کہ "کیا میں عثمانؓ کو ایسا رشتہ نہ بتاؤں جو اس کے لیے حفصہؓ سے بہتر ہے، اور حفصہؓ کے لیے ایسا رشتہ نہ بتاؤں جو اس کے لیے حضرت عثمانؓ

سے بہتر ہے۔" (رحمت للعالمین صـ۱۰۵ ج۲)

اس ارشاد کے مطابق حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے اور حضرت حفصہؓ کا نکاح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ یہ درست ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے مناقب دوسری بیٹیوں سے زیادہ مذکور ہوئے ہیں۔ لیکن اس کی کئی دوسری وجوہ ہیں۔ مثلاً:

(۱) آپؓ عمر میں سب سے چھوٹی تھیں اور چھوٹے بچے والدین کو عموماً زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔

(۲) حضرت فاطمہؓ، رسول اللہؐ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری دن تک آپؐ کے پاس موجود رہیں۔ ان کا گھر رسول اللہؐ کے گھروں سے نزدیک تھا اور آخری وقت میں بھی آپؓ رسول اللہؐ کے پاس تھیں۔

(۳) آپؓ کو رسول اللہؐ کی خدمت کا نسبتاً زیادہ موقعہ ملا ہے۔ آڑے وقتوں میں آپؓ نے پدرِ بزرگوارؐ کی خدمت کی۔

(۴) آپؓ کے بطن سے حضرت حسنؓ اور حسینؓ پیدا ہوئے۔ جو تاریخ اسلام میں بلند مقام رکھتے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود یہ کہنا غلط ہے کہ آپؐ نے کسی دوسری بیٹی کی منقبت بیان ہی نہیں فرمائی۔

۴۔ شرح زکوٰۃ: پرویزیوں کے اس سوال کا جواب میں "ترجمان الحدیث" نومبر ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۶،۲۵ پر "پرویزی دین اور زکوٰۃ" کے ذیلی عنوان کے تحت تفصیل سے دے چکا ہوں۔ سر دست چند باتیں ملخصاً حاضرِ خدمت ہیں:

۱۔ پرویزی حضرات کہنے کو تو فی الواقعہ یہی بات کہتے ہیں کہ ضرورت سے زائد سب کچھ "انفاق فی سبیل اللہ" کے ضمن آتا ہے اور اسے دے دینا چاہیئے۔ لیکن ان کا عمل اس کے بالکل مخالف ہے۔ جب ضیاء الحق کی حکومت نے زکوٰۃ آرڈی ننس نافذ کیا، تو ان حضرات اور بالخصوص غلام احمد پرویز نے چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنے سے بھی قرآنی فقہ کے نام پر جس طرح فرار کی راہیں اختیار کی ہیں، ان کی تفصیل محولہ بالا مضمون میں ملاحظہ فرما لیجیئے۔